Registered
L. No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۴۹) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہی - ۸ دسمبر ۱۹۰۵ء جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

حضور پرنس و پرنسس آف ویلز ۲۹ نومبر کو ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر کے رونق افروز لاہور ہوئے۔ سٹیشن پر عام کے بند ہونے اور معاً توپ سلامی کے سر ہونے سے اہل شہر کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ پلیٹ فارم پر جلیل القدر یورپین اور بعض دیسی عہدہ دار بھی استقبال کے لئے استادہ تھے۔ اس صف میں اوّل ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اُن کے بعد چیف جج اُنہر آنریبل نواب حاجی فتحعلیخان صاحب بہادر قزلباش سی آئی ای۔ بعدہٗ لارڈ بشپ وغیرہ تھے۔ ہندوستانیوں میں آنریبل صاحب کے علاوہ رائے بہادر جسٹس بابو پرتول چندر چٹرجی بالقابہم۔ رائے بہادر جسٹس لال چند صاحب ایم اے اور آنریبل مولوی مشر شاہ دین صاحب بیرسٹر ایٹ لا تھے۔ آنریبل نواب صاحب کے انٹروڈیوس کئے جانے پر حضور ممدوح نے سابقہ تعارف جلسہ تاجپوشی انگلستان کا اظہار فرمایا۔ پلیٹ فارم کے باہر یورپین جنٹلمین و مسم صاحبات کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ جنہوں نے ہپ ہپ ہرّے کی آوازیں بلند کیں شاہی سواری جس کے آگے ۱۸ گورے کے رسالے اور عقب میں ایک دیسی رسالہ تھا بڑی شان و شوکت سے انار کلی بازار سے شہر کے باہر باہر پریڈ، گول باغ وغیرہ سے ہوتی ہوئی گورنمنٹ ہوس میں پہنچی۔ **شہر** کے باہر ٹریننگ کالج کے سامنے لوکل سکولوں اور کالجوں کے طلباء رنگ برنگ کی پگڑیاں باندھے اور نشانات لئے سڑک کے دونوں طرف استادہ تھے۔ جنہوں نے بڑے جوش عقیدت سے ہپ ہپ ہرّے کے نعرے لگائے۔

پریڈ میں والیان ریاست معہ خدم و حشم موجود تھے۔ سڑکیں مصنوعی دروازوں پر جھنڈیوں اور پھریروں سے دلہن کی طرح آراستہ تھیں۔ **گول** باغ میں تھوڑی دیر سواری رکی اور پرنس و پرنسس آف ویلز صاحبہ نے اُن کے میونسپلٹی کا ایڈریس لیا جسے رائے بہادر مکھی رام صاحب وائس پریسیڈنٹ نے پڑھکر سنایا۔ حضور پرنس آف ویلز نے اُس کا موزوں و مختصر جواب لکھا ہوا سنایا۔ اور ممبران میونسپلٹی کو نام بنام صاحب ڈپٹی کمشنر نے خدمت شاہی میں پیش کیا۔ شہزادہ صاحب اور شاہزادی صاحبہ نے سب ممبروں کے سلام کرتے پر اُن سے ہاتھ ملا کر اُنکی عزت افزائی کی۔ اس کے بعد پنجاب کلب کی طرف سے آنریبل نواب حاجی فتح علی خان صاحب بہادر قزلباش سی آئی ای نے پرنس و پرنسس صاحبہ کو ہار پہنائے نواب صاحب نے بھی اس سے پہلے معہ دیگر ممبران کلب ڈپوٹیشن کے شہزادہ و شہزادی صاحبہ سے بوقت پیش کئے جانے کے ہاتھ ملائے تھے پہلے خیال تھا کہ ہار صرف شہزادہ و شہزادی صاحبہ کے ہاتھوں میں دئیے جائیں گے۔ مگر نواب صاحب نے گلے میں پہنا دئے۔ اس کے بعد سواری گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئی۔ **۲۷ نومبر** کی شام کو پنجاب یونیورسٹی کے ایک جلسہ میں امتحان انٹرنس کے امیدواروں کی عمر بجائے ۱۶ سال ۱۵ سال قائم رہی۔ **لاہور** کے لاٹ صاحب نے ۸ نومبر کو دہلی کے ہولی ٹرینٹی چرچ کا۔ ۹ کو کھجور مقدس ہلیس کے گرجے کا۔ اور ۱۰ نومبر کو کرنال میں اسنتش کے گرجے کی تقدیس کی۔ یہہ سب گرجے دہلی مشن کے متعلق ہیں۔ **بشپ** صاحب موصوف نے کرنال میں اپنے وعظ کے درمیان فرمایا کہ ہند میں یہہ پہلی دفعہ ہے اور اغلباً کلیسیا کی تمام تواریخ کے درمیان یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک بشپ نے تین متواتر تاریخوں پر تین گرجوں کی تقدیس کی۔ **ملک** معظم نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ بمبئی کا میوزیم دی رائیل میوزیم آف ویسٹرن انڈیا یعنی مغربی ہند کا شاہی میوزیم کے نام سے نامزد ہو۔ **رائے** بہادر سرت چندر داس سی آئی ای جو تبت کے مشہور سیاح ہیں تاشی لامہ کے ہمراہ اُس تمام عرصہ تک رہینگے جبتک کہ وہ ہند میں بدھ مذہب کے مقدس مقامات کا ملاحظہ کرنا چاہتا ہے۔ **ایک** ہمعصر راوی ہے کہ موضع گھرچ واقعہ ضلع کرنال میں ایک ہندو عورت ستی ہو گئی ہے۔ اس کے روکنے کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ پولیس موقعہ پر پہنچ نہیں سکی۔ **۲۷** نومبر کی شام کو مدراس کے بندرگاہ میں ایس ایس سرسا نامی جہاز میں آگ لگ گئی۔ آس پاس کے اہل جہاز نے اگرچہ آتش کو فرو کر دیا مگر نقصان بہت ہوا۔ **چاندے** کے اہل ہنود اس بات سے ناراض ہیں کہ وہاں کے حکام تعلیم نے نیچ ذات والوں کے لڑکوں کو مدرسوں میں تعلیم پانے کی اجازت دیدی ہے۔ **میرٹھ** میں خان بہادر حافظ عبد الکریم صاحب مرحوم کی تعزیت میں ہندو مسلمان اور عیسائیوں کی جانب سے جلسہ ہوا۔ بہت سے انگریز حکام بھی شریک جلسہ تھے۔ **لکھنؤ** میں ۶ دسمبر کو ممالک متحدہ کی کونسل کی میٹنگ ہونیوالی ہے۔ گورنمنٹ نے حضرت گنج لکھنؤ میں تین سو روپیہ ماہوار کا ایک اسسٹنٹ سرجن رکھنا منظور کر لیا ہے۔ **گورنمنٹ** پریس کلکتہ کے ملازموں کا جھگڑا طے ہو گیا ہے اور لوگ اپنے اپنے کام پر آگئے اور کام چل پڑا ہے۔ **فریدپور** کے سٹیشن پر نواب لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال کے اسباب اٹھانے کے لئے کوئی مزدور یا قلی نہ ملا۔ کانسٹیبلوں نے اسباب اٹھایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہہ سودیسی تحریک کا نتیجہ ہے۔ **ہفتہ** مختتمہ ۲۸ نومبر میں بمبئی کے درمیان کل اموات درج رجسٹر ۷۰۶ تھیں مقابل میں گذشتہ سال کے اسی عرصہ میں ۵۹۰ تھیں۔ اسی ہفتہ میں ۸ موتیں پلیگ سے ہوئیں۔ اسی ہفتہ میں پیدائش صرف ۳۴۳ ہوئی۔

ایڈیٹوریل نوٹس

جاپان میں کتابوں کا شوق۔ ذیل کے نقشہ کو ناظرین انداز کر سکتے ہیں کہ جاپان میں یورپ سے کسقدر کتابیں سنہ ۰۳-۱۹۰۱ء میں فروخت ہوئیں اور کسی ملک سے زیادہ کتابیں جاپان میں پہنچیں۔

	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
برطانیہ عظمہ	۸۶۰۸	۱۲۰۸۴	۳۱۵۵۱۸
جرمنی	۹۶۳۹۴	۹۴۲۱۷	۹۳۹۹۰
یونائیٹڈسٹیٹس	۴۶۳۴۰	۶۲۶۰۴	۵۵۸۵۹
فرانس	۱۲۵۲۳	۱۵۶۲۵	۱۵۱۹۱
چین	۱۴۳۱۲	۱۵۷۰۵	۱۱۴۹۶
بلجیم	۲۶۴۴	۱۹۳۰	۳۹۴۵
روس	۳۳۴	۱۳۳	۱۱۳۹

جاپان کو ہم ان ممالک کا عطر کہہ سکتے ہیں۔ جاپان کی تہذیب۔ علم اور مذہب ان تمام ممالک کی تہذیب علم اور مذہب کا خلاصہ ہے۔ اُس نے انہیں ممالک سے بذریعہ کتب اور اُن ممالک میں اپنے طلبار کی تعلیم و تدریس یہہ شہرت اور عزت پائی ہے کسی کو کسی بات پر دراصل فخر حاصل نہیں ہے کسی نے کوئی علم کسی سے اور کسی دوسرے نے کوئی اور علم کسی دوسرے سے حاصل کیا ہے۔ ہندوستان نے بھی اپنا علم اور مذہب اور تہذیب یورپ ہی سے حاصل کی۔ اگرچہ ہر ایک ملک کا اپنا مذہب اور رسمیات بھی ہوا کرتی ہیں جیسے ہندوستان میں ہے تو ایک ملک دوسرے کا کسی نہ کسی بات میں ضرور ممنون اور احسانمند ہوتا ہے۔ انجیل مقدس کی یہہ بات اس معاملہ پر بالکل صادق آتی ہے کہ تیرے پاس کیا ہے جو تو نے دوسرے سے نہیں پایا؟ اور جب تو نے دوسرے سے پایا تو کیوں گھمنڈ کرتا ہے کہ گویا نہیں پایا؟" (۱ کرنتھی ۴: ۷) ہمارے ہند کی حالت بھی کچھ ایسی ہی نظر آتی ہے۔ سب کچھ اُس نے یورپ سے پایا پر مگر وہ اب خیال کرتا ہے کہ گویا نہیں پایا۔ سب جو کچھ ہند میں نظر آتا ہے یا جو ہند اب کر رہا ہے وہ گویا ہماری ہی دماغ سوزی اور عرق ریزی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے ؛

ایک نتیجہ خیز کہانی

بیبی گارڈین نے ایک مصور کی ایک نہایت عمدہ دلچسپ و نصیحت آمیز کہانی لکھی ہے جو ناظرین کے فائدہ سے ہرگز خالی نہوگی۔ وہ ہو ہذا

ایک مصور نے ایک دفعہ ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر کہا اب میں اس لڑکے کی تصویر کھینچونگا۔ اور اسکو اپنے مطالعہ کے کمرے میں معصومیت۔ خوبصورتی اور خوشی کے ایک کامل نمونہ کے طور پر لٹکاؤنگا۔ اگر مجھے کوئی اس کا عین نقیض ملجاوے تو میں اسکی بھی تصویر بناونگا اور اسکو اس کے مقابل میں ٹانگ دونگا تاکہ میں حسن اور قبح کے نمونوں کو برابر دیکھتا رہوں۔ یہہ ان تمام اشیا کی صورتیں ہیں جو زندگی میں واقع اور جاذبہ اثر رکھتی ہیں۔ یعنی فرشتہ اور شیطان کا کیرکٹر اس تصویر کے بنانے کے کئی برسوں بعد یورپ کے جیلخانو میں سے ایک جیلخانہ میں اس نے وہی مقصود نقیض مجسمہ پالی ہو۔

یعنی ایسا شخص جس کا چہرہ شہوت اور جرائم سے داغی ہو رہا تھا۔ وہ ایک حد درجہ کا بے دین اور قزاق اور خونی شخص تھا اسپر حیرانگی کی بات یہہ تھی کہ جب اُس نے اس بدبخت کی حقیقت دریافت کی تو یہہ وہی شخص نکل آیا جسکی تصویر بطور فضیلت اور کمالیت کے نمونہ کے اُسکے مطالعہ کے کمرہ کی زینت تھی۔"

انسان کیسا ہے! پل میں تولہ پل میں ماشہ! وہ جو ایک وقت روحانی اور اخلاقی خوبصورتی اور معصومیت اور خوشی کے پتلے ہوتے ہیں دوسرے وقت بیدین اور شرارت اور دکھوں کی معدن ہوجاتے ہیں۔ راستبازی سچائی اور آزادگی کی شارع عام ہے۔ مگر بدی دھوکے اور غلامی کی پگڈنڈی ہے۔ گناہ کی غیر معقولیت اور گناہ کی بری حالت اور گناہ کے بد نتائج دنیا میں اکثر نامعلوم طور پر سرایت کر رہی ہے اور جبتک کہ کسی کی آنکھوں کو خدا کے روح پاک کی تنویر حاصل نہو انسان اسکو کبھی دیکھ نہیں سکتا۔ مگر جہاں گناہ زیادہ ہے وہاں فضل اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور جہاں انسان کو گرا دینے کے لئے گناہ کی طاقت زیادہ ہوتی ہے وہاں اُسکو از سر نو بحال کرنے اور اعلیٰ زینہ پر پہنچا دینے کے لئے مسیح کے بیش قیمت خون کی غیر مفہوم اور لا بیان طاقت اس سے بھی زیادہ موجود ہوتی ہے ؛

قابل توجہ میونسپلٹی لودیانہ

ہم لودیانہ میونسپلٹی کی قریبا ہر ایک بات میں تعریف کرتے ہیں جنہے رفاہ عام کی خاطر کئی ایک عمدہ کام کئے ہیں شہر کی صفائی اور انتظام بہت اچھا ہے۔ مگر ایک بات کیطرف ہم اسکو توجہ دلاتے ہیں کہ شہر کی ماسوائے دو تین سڑکوں کے کسی سڑک پر چھڑکاؤ نہیں ہوتا ہے جدھر جاؤ شام کے وقت مہتروں کے جہاڑو دینے سے خاک ہی خاک اڑتی ہے ناک منہ گردے سے پر ہوجاتے۔ اور کپڑے وغیرہ میلے ہوجاتے ہیں بعض بعض مقامات میں تو صفائی کے وقت ایسی گرد اڑتی ہے کہ دوسرے طرف کے آدمی بھی شکل سے نظر آتے ہیں۔ دوکانوں کی اشیار پر دھول جم جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں جہاں واٹر ورکس جیسے زائد کام کے لئے اس قدر کوشش ہو رہی ہے اگر اس سے پہلے اس کام کی طرف توجہ کی جاوے اور چھڑکاؤ کا انتظام ہو تو سب سے بہتر ہے ؛

آیندہ ریلوے کانفرنس میں مستورات کی تخفیف کے سوال پر بحث ہوگی یہہ حفاظت دو طرح سے متصور ہوگی اول تو مستورات کی گاڑیوں میں ایسا انتظام کیا جائیگا کہ وہ گارڈ اور ڈرائیور سے باتیں کر سکیں۔ اور دوسرے ان کے لئے ایک زنانہ ٹکٹ کلکٹر مقرر ہوگی جو چلتی گاڑی میں ان کے ہمراہ رہیگی ؛

مسیحی مذہب اور ہندو مت کا مقابلہ

۲۲ نومبر کے آریہ گزٹ میں کسی نامہ نگار نے بہرہ مراسلات کے نمبر ۱۱ میں ہندؤوں اور مسیحیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ جسمیں کئی ایک فقرے قابل غور ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "تہذیب اور شائستگی کے ساتھ ہی عیسائی مذہب بھی اُن کے ساتھ ساتھ مختلف صوبوں میں آنے لگا۔ اس زمانے کے ہندو جیسے تھے سب پر اظہر من الشمس ہے۔ گو پرتگال والوں کی زبردستی اور مدراس میں ارمینی عیسائیوں کے آباد ہونے سے نیز بنگالی طالب علموں کے عیسائی ہو جانے سے پہلے پہلے عیسائی مذہب کو خاطر خواہ ترقی ہوئی لیکن بعد میں ہندوؤں کی آنکھیں کھل جانے سے اس مذہب کی طرف سے اطمینان تو ہوا۔ لیکن جیسا ہوا ویسا نہوا ..... ہندوؤں میں شدھی کی تحریک کے نہ ہونے کے سبب سے اسوقت عیسائیوں کی اچھی خاصی تعداد ملک میں ہو گئی۔ چھ سات لاکھ کے قریب تو اسوقت بنگال میں ہے۔ اور پرتگالی علاقہ میں تو عیسائی ہی عیسائی نظر آنے لگ گئے۔ ..... اس وقت سوائے ہندوستان کے اور کہیں ہندو مذہب نظر نہیں آتا۔ ..... اس کے سوائے جنوبی افریقہ جزیرہ فجی وغیرہ میں کچھ ہندو لوگ ہندوستان سے جا بسے ہیں۔ .... اسوقت دنیا میں دو جزیرے اور ایسے ہیں جنکا مذہب اسوقت تک ہندو ہے۔ جزیرہ بالی اور جزیرہ سمباوا۔ دونوں جزیروں میں ہندوؤں کی تعداد دس اور پندرہ لاکھ کے درمیان بتائی جاتی ہے"۔ یہہ فقرات ایک ہندو کی قلم سے نکلے ہوئے وقعت کے لائق ہیں۔ اِن سے ہندو دھرم کا زوال اور مسیحی دھرم کا کمال روز روشن کیطرح ظاہر ہے یہہ فقرات مسیحیوں کے اطمینان۔ دلیری۔ حوصلہ افزائی اور کام میں زیادہ سرگرمی اور کوشش کرنے کے موئید ہیں؛

افریقہ کی اصلی حالت اور مسیحیوں کا کام

اِس برے اعظم کی کل آبادی پندرہ کروڑ ہے جس میں سے ۹ کروڑ بت پرست۔ ۵ کروڑ مسلمان۔ اور ۹۰ لاکھ مسیحی ہیں یعنی ۱۴ کروڑ ۱۰ لاکھ ایسے اشخاص ہیں جنہیں مسیحی مذہب کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ اِس برہ اعظم میں ۶۰۰ زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہیں۔ کثرت ازدواجی۔ غلامی مستورات پر ظلم اور اُن سے ہر قسم کی محنت کروانا۔ انسان کی قربانی بحیثیت عبادت۔ مردم خوری اور شراب خوری بکثرت جاری ہے۔ مگر جہاں اِس قسم کی تاریکی اور جہالت کے بادل کالی گھٹا کی طرح چھائے ہوئے ہیں جنکو محمدی مذہب بھی دور کرنیکی قابلیت نہیں رکھتا جنکی تعداد وہاں پر ۵ کروڑ ہے۔ اسجگہ مسیحی کام بھی وہ کثرت سے اور جانفشانی سے ہو رہا ہے کہ تعریف کے قابل ہے۔ صرف بیس برس ہی کے درمیان ۲½ لاکھ آدمیوں کو انجیل کی بشارت دیگئی اور ۴۰ ہزار لوگ شرف بہ مسیحیت ہو گئے۔ ایک ہزار سے زیادہ عبادتخانہ۔ ۲½ ہزار دیسی استاد ہیں۔ وہاں کا سارا کام سلف سپورٹ ہے۔ کل کلیسیاؤں کے ۳ ہزار مشنری اور مناد وغیرہ کے پائے جاتے ہیں۔ صرف میتھوڈسٹ اپسکوپل مشن کے متعلق کل ساٹھ آدمی کام کر رہے ہیں۔ خدا اس کام کو دن دگنا رات چوگنا کرے؛

ایک جاپانی لڑکی کی ورزش کا نتیجہ۔

ایک دُبلی پتلی جاپانی لڑکی جس کا وزن کل نوے پونڈ تھا۔ ایک دن بازار میں سے گزر رہی تھی۔ کسی بدمعاش نے اِس معصوم لڑکی کو چھیڑنا چاہا۔ لڑکی جاپانیوں کے طریقہ ورزش یعنی "جیو جٹسو" میں خوب ماہر تھی۔ اس نے اِس بدمعاش کو کلائی سے پکڑا۔ اور ایسی رگ دبائی کہ وہ ۱۶۰ پونڈ کا ہٹا کٹا بدمعاش لڑکنیاں کھاتا ہوا زمین پر جا گرا۔ لڑکی نے پولیس کو آواز دی کہ اسکو گرفتار کر لو۔ وہ گرفتار کیا گیا۔ اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا جج نے حیران ہو کر لڑکی سے پوچھا کہ تم نے اتنے بڑے جوان کو کیونکر پچھاڑ دیا۔ لڑکی چونکہ انگریزی نہیں جانتی تھی۔ اسلیے وہ بیان دینے سے ہچکچائی۔ ایک ترجمان بلایا گیا پولیس مجسٹریٹ نے بھی درخواست کی کہ وہ عدالت کے سامنے ترجمان کو جس کا وزن ۱۹۰ پونڈ تھا جیو جٹسو کے کرتب سے پچھاڑ کر دکھائے۔ لڑکی نے اپنے سے دوگنے تگنے آدمی کو کلائی سے پکڑ لیا۔ اور اٹھا کر کئی فٹ کے فاصلے پر پھینکدیا چاروں طرف شور مچ گیا۔ ملزم چونکہ پاس ہی کھڑا ہوا تھا اس تجربہ کو دیکھ کر بول اٹھا کہ حضور مجھے اس سے بھی زیادہ چوٹ لگی تھی۔ حاضرین نے خوب زور سے قہقہہ لگایا اور جاپانی لڑکی کی ہمت کی تعریف میں تالیاں بجائیں۔ ملزم کو پانچ ڈالر جرمانہ کیا گیا۔ لڑکی مسکراتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئی۔ ہمیں یقین کرنا چاہئے کہ پرچارک کے ناظرین اِس واقعہ کو پڑھکر اُلٹا نتیجہ نہیں نکالیں گے۔ اور اِس ڈر کے مارے کہ اگر ہم استریوں کو ورزش کرنے کی اجازت دیویں گے۔ تو وہ کسی دن اِس جاپانی لڑکی کی طرح ہمیں ہی کبوتر بلٹی نہ دینے لگ جائیں۔ اُن کو ورزش سے منع نہیں کریں گے۔ مذکورہ بالا جاپانی لڑکی کی بہادری کو دیکھکر ہم یہہ کہنے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اِس دیوی نے ایک بدمعاش کو پچھاڑ کر درحقیقت میدان جیتلیا (ستیہ دھرم پرچارک)

انگلنڈ اور ویلز میں مخبط الحواسوں کی تعداد

ان ہر دو ملکوں میں مخبوط الحواس آدمیوں کی تعداد میں گذشتہ سال ۲۲۳۰ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ پاگل آدمیوں کی کل تعداد اسوقت ۱۱۹۸۲۹ ہے جنہیں سے ۵۵۱۶۹ مرد ہیں اور ۶۴۶۶۰ عورات۔ گذشتہ دس سال میں انکی زیادتی بحساب اوسط ۵۷۵ ۲ تھی اور گذشتہ پانچ سالوں میں ۲۶۴۴ تھی۔ پس ۱۹۰۴ء میں اسکی زیادتی اسقدر نہیں ہوئی جسقدر کہ گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط تھی۔ شراب خوری کی تعداد بہت بڑھی ہوئی

ہے۔ اگر گزشتہ ۱۸۹۹ سے سنہ ۱۹۰۳ سالوں کا حساب اوسطاً کیا جاوے تو مخبوط الحواسوں کی کل تعداد کا قریب ۱/۴ حصہ شراب خوری کے باعث ظہور میں آیا جسکی اوسط بحساب ۲۲ء۷ فیصدی مرد اور ۲۸ء۴ عورات ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگلنڈ اور ویلز میں مستورات کے درمیان شراب نوشی کسقدر ہوتی ہے اور کہ شراب کا یہہ بڑا اثر مستورات پر کیسا بھاری ہے۔ اس سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یا تو مستورات مردوں کی بہ نسبت زیادہ مقدار شراب کی پیتی ہیں یا اُن کے مغز مردوں کے مغز کی بہ نسبت زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔

جاپانی بنی اسرائیل کے دس گم شدہ فرقے

ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی قوم ہوگی جسکی نسبت علماء کے درمیان یہہ خیال پیدا نہوا ہوگا کہ فلاں قوم بنی اسرائیل کے وہی دس فرقوں میں سے ہے جو اسیری کے بعد گم ہوگئے اور جنکا پتہ ابتک نہیں ملتا۔ بعضوں نے اپنے اس خیال کا مرکز افغانستان کے باشندوں کو بنایا ہے اور بعضوں نے کسی اور قوم کو وہ فرقے تصور کر لیا۔ حال میں یہہ گمان کیا جاتا ہے کہ اہل جاپان ہی وہی گم شدہ دس فرقے بنی اسرائیل کے ہیں۔ چنانچہ اخبار جیوش ورلڈ خیال کرتا ہے کہ یہہ ایک لا ادعا مر ہے کہ بنی اسرائیل کے آخری دس فرقے جنکا پتہ اب بالکل نہیں ملتا کہ کہاں گئے وہ اہل جاپان ہی ہیں۔ کیونکہ جاپانیوں کے عجائب خانوں میں قدیم تصویروں کے ایسے نقش موجود ہیں جن سے کسی زمانے میں انکا اس جزیرہ میں وارد ہونا ظاہر ہوتا ہے کہتے ہیں کہ وہاں ایک اور تصویر پائی جاتی ہے جس میں کاہنوں اور جنگی سپاہیوں کا ایک جلوس جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ کاہنوں کے سر پر بائبل کے نمونہ کی ٹوپیاں ہیں اور اُن کے درمیان عہد کا صندوق بھی کچھ کچھ نظر آتا ہے۔ ایک اور نقشہ ہے جسمیں سلیمان سبا کی ملکہ سے ہدیئے لیتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس تصویر پر سلیمان کی ہیکل اور محل کی شبیہہ بھی منقوش ہے۔ طرفہ ترین امر یہہ ہے کہ جاپان کے ۱۲۶ شہنشاہوں کے خاندان کے بانی کا نام جو قبل از مسیح ۷۳۰ میں موجود تھا "ٹوسیا" ہے جو اسرائیل کے آخری بادشاہ کے نام ہوسیع سے تعبیر کیا جاتا ہے ✦

دنیا میں مسیحیوں کی تعداد مطابق فرقوں

کے۔ باسل کی مشنری جنتری بابت سنہ ۱۹۰۵ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت ۵۳ کروڑ ۴۹ لاکھ ۴۰ ہزار مسیحی۔ ایک کروڑ ۸ لاکھ ۶۰ ہزار یہودی۔ ۱۷ کروڑ ۵۵ لاکھ ۹۰ ہزار محمدی۔ اور ۸۲ کروڑ ۵۴ لاکھ ۲۰ ہزار بت پرست دنیا میں موجود ہیں۔ پس کرہ زمین کے باشندوں میں سے ۵۲۳ فی ہزار بت پرست۔ ۳۴۶ مسیحی۔ ۱۱۴ محمدی۔ ۷ یہودی ہیں۔ اور چونکہ ۲۵ کروڑ پندرہ لاکھ رومن کیتھولک اور ۱۰ کروڑ ۶۵ لاکھ کلیسیائے یونانی کے مسیحی۔ ۱۶ کروڑ ۷۵ لاکھ ۵۰ ہزار پروٹسٹنٹ اور ۸۱ لاکھ ۹۰ ہزار دیگر مسیحی فرقوں کے ممبر۔ لہذا فی ہزار مسیحیوں میں ۳۱۰ پروٹسٹنٹ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام زمین کے باشندوں میں فی ہزار ۸۳۳ بت پرست۔ ۱۱۴ محمدی۔ ۷ یہودی۔ ۲۳۱ غیر پروٹسٹنٹ اور صرف ۱۱۵ پروٹسٹنٹ۔ ۶۵۴ غیر مسیحی۔ ۲۳۱ غیر الونجلیکل اور ۱۱۵ الونجلیکل مسیحی ہیں ✦

اثنائے کرسمس میں بنارس کی حالت

کرسمس کے ایام میں جس طرح تمام ہندوستان میں اکثر جلسے اور کمیٹیاں ہمیشہ ہوا کرتی ہیں ویسا ہی اب کے بھی ہونگی اور بکثرت ہونگی۔ اور بعض مقامات میں تو کثرت کے ساتھ ایسے جلسے اور کانفرنسیں منعقد ہونگی۔ بنارس میں امسال مختلف کانفرنسوں اور جلسوں کا وہ جمگھٹا اور ناظرین کی وہ ریل پیل ہوگی کہ شاید ہی کبھی بنارس نے یہہ سماں دیکھا ہوگا نیشنل کانگرس کے علاوہ بنارس میں انڈسٹریل اور سوشل اور ٹیمپرنس کانفرنسیں آریا سماج کنونشن۔ راجپوت مہاسبھا۔ اور بھارت دھرم سبھا منڈل کے جلسے منعقد ہوتے رہینگے۔ مگر کالیستھوں کی کانفرنس غازیاباد میں اور بھارگو کانفرنسیں سہارنپور میں قرار ہونگی۔ اس تحریک کی خاص خاص حالات کو مدنظر رکھکے ہند کی صنعت و حرفت کی نمائش کے لئے بھی یہاں پر خاص خاص کوششیں کیجاوینگی۔ اس قسم کی یہہ پانچویں نمائش نیشنل کانگرس کے متعلق ہوگی نمائش کے میدان میں کمیٹی کیطرف سے کئی ایک چبوترے بنوانے کا انتظام بھی کیا گیا ہے جہاں سے حاضرین نمائش کی اُن اشیاء کو خرید بھی سکینگے جو وہاں نمائش کیخاطر پیش ہونگی۔ یہہ انڈسٹریل کانفرنس جو ہند میں اپنی قسم کی پہلی ہے ملک کے لئے بہت ہی مفید ہونیکا دم بھرتی ہے یورپ اور ہند کے بڑے بڑے مشاہیر و علما تعلیم و فنون اور صنعت اور حرفت کے انکشاف و ترقی پر نہایت اعلیٰ اور مفید مضامین پڑھینگے۔ اس کانفرنس کے صدر مجلس مسٹر رومیش دت صاحب مقرر ہوں گے۔ اگر حالت یہی رہی تو واقعی بنارس میں وہ ایک نہایت ہی دلچسپ اور مفید نظارہ ہوگا۔ ہند کی ترقی کا ایک یگانہ ثبوت اور نمونہ ہوگا۔ اور اہل ہند کی گرمجوشی قومی اور حب الوطنی کی ایک بے نظیر مثال ہے ✦

سودیشی مشنری سوسائٹی موومنٹ۔

جہاں ہند میں سودیشی وغیرہ اور دیگر سوشل اور مذہبی موومنٹ ہمارے ہندو مسلمان بھائیوں میں بڑی گرمجوشی اور ایک گونہ کامیابی کے ساتھ معرض ظہور میں آرہی ہیں وہاں مسیحی کلیسیا بھی سودیشی موومنٹ سے خالی نہیں مگر فرق یہہ ہے کہ جبحالت میں دیگر غیر مسیحی تحریکات بعض بعض صورتوں اور ملکوں میں باغیانہ صورت رکھتی ہیں یہہ مسیحی موومنٹ دوستانہ اور رفیقانہ صورت رکھتی

ہے۔ یہہ خبر ہمارے ہندوستانی مسیحی بھائیوں کے لئے بالضرور موجب ابتہاج ہوگی کہ ٹراونکور کے مسیحیوں نے انگلستان اور امریکہ کی موجودہ مشنری سوسائیٹیوں کے اصول اور نقش قدم پر ایک انڈین مشنری سوسائٹی قائم کی ہے۔ اس سوسائٹی کے بانی اس ملک کے بڑے بڑے ہندوستانی مسیحی ہیں۔ اس سوسائٹی کا مقصد یہہ ہے کہ ہند میں جو انجیل کی بشارت کا کام ہو رہا ہے اسکو اپنے ہی ذمہ اور انتظام میں لے۔ یہہ ایک نہایت ہی درست اور مفید اور ضروری ارادہ اور طریق ہے کہ ہند کے مسیحی اپنے مذہب کی اشاعت کا ذمہ خود اپنے ہی اوپر لے رہے ہیں۔ انڈین مشنری سوسائٹی کی اس تحریک کو ہندوستانی اور غیر ہندوستانی ہر دو مسیحیوں نے بڑی خوشی اور سرگرمی سے قبول کر لیا ہے۔ یہہ انڈین مشنری سوسائٹی موجودہ مشنوں کے خلاف اور بالمقابل کام نہیں کریگی بلکہ اُن سے ملکر۔ مثلاً اگر کسی علاقہ میں پریسبیٹیرین کلیسیا کی طرف سے کام ہو رہا ہے تو اس سوسائٹی کا کارندہ اس علاقہ کے اُن مقامات میں بھیجا جائیگا جہاں اس سوسائٹی کی طرف سے مطلق کام نہیں ہوتا۔ مگر وہ اس کلیسیا کے ساتھ ملکر کام کریگا اور وہاں پریسبیٹیرین کارندہ ہی بھیجا جائیگا جو انکی عبادت وغیرہ میں سب طرح سے شریک ہو سکے۔ علیٰ ہذالقیاس سی۔ ایم۔ ایس یا میتھوڈسٹ وغیرہ کلیسیا کے حلقوں میں کام ہوگا۔

یہہ ارادہ اور تجویز ہے تو درست اور مفید۔ اگر اتفاق اور بردباری اور خود انکاری سے کیا جاوے۔ کیا ہند کا ہر ایک مسیحی اس کام کیلئے تیار ہے؟ کیا اس سوسائٹی میں وہ حکومتانہ بو اور خودغرض طبیعت اس کے ابتدا ہی سے نہو گی جو فی زمانہ بسا مقامات پر نظر آتی ہے؟ اگر نہیں تو بالضرور یہہ سوسائٹی کامیاب ہوگی ورنہ وہی ڈھاک کے تین پات رہجائینگے۔ کاشکہ اس کام پر خدا کی برکت اور مدد ہو اور خداوند خود ان کے ساتھ ملکر اس کام کو انجام دے ہر ایک مسیحی ادنیٰ سے اعلیٰ اسکو اپنا کام اور اپنا فرض سمجھ کر تن من دھن سے مدد کرے۔ ہم بانیان سوسائٹی کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلد اس کے متعلق قوانین وقواعد شایع کرکے خدا کی خدمت کو مستعد ہو جاوے ۔

مرسلات

نمبر (۱۶)

گانا

بھی اگر زیادہ نہیں تو کبھی کبھی خاندانی پرستش کا ایک حصہ ہونا چاہئے بشرطیکہ شرکا میں سے کوئی گا سکتا ہو اگر یہہ نہیں ہو سکتا ہے تو ایک گیت یا نظم سب ملکر پڑھیں گیت ایسے ہونے چاہئیں کہ جن سے سب واقف ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب آفتاب نظر سے غائب ہونے لگتا ہے تو کوہ الپس کا ایک چرواہا اپنی تُرہی کو لیکر زور سے پکارتا ہے کہ خداوند کی ستائش کرو پھر اسی طرح سے دوسرا بھی جو اور بھی زیادہ بلندی پر تھا کہ تمام پہاڑیاں اور چوٹیاں ایک سرے سے دوسرے سرے تک خداوند کی تعریف کے اعلیٰ نغمے سے گونج جاتی ہیں۔ اسی طرح پر مناسب ہے کہ نہ صرف سبت کے دن ایک گرجے سے دوسرے گرجے تک بلکہ تمام ہفتہ بھر صبح و شام ایک گھر سے دوسرے گھر تک رب الافواج کی تعریف میں جو ساری برکتوں کا سرچشمہ ہے آوازیں بلند کی جاویں۔

فلپ ہنری۔ Phillip Henery تاکید سے صلاح دیتا ہے کہ خاندانی پرستش کے ساتھ گانا ضرور ہونا چاہئے وہ کہتا ہے کہ راہب کے قرمزی ٹیکے کی مانند یہہ طریقہ بھی دینداری کا اظہار اُن اشخاص پر کرتا ہے جو ہماری کھڑکی کے پاس گذرتے وقت ہماری آوازوں کو سنتے ہیں ۔

مغربی ملک کا ایک کپتان جبکہ وہ شیلو (Shiloh) کے میدان جنگ میں پڑا ہوا تھا اور اپنی دونوں رانوں کے زخموں سے جو توپ کے گولے سے لگے تھے اور پیاس کے مارے بالکل بیتاب ہو گیا تھا کہتا ہے کہ اس تاریک میدان کے اوپر ستارے بڑی صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ چمک رہے تھے اور مجھے اس بزرگ خدا کا خیال گذرا جسنے اپنے بیٹے کو میرے لئے تکلیف کی موت سے مرنے کو دے دیا کہ وہ بھی وہیں اوپر ہے تکلیف کے نظارے سے بلند ہاں! ان جلالی ستاروں سے بھی بلند ہے میں نے خیال کیا کہ میں بھی اسی جگہ اپنے مکانپلرس سے ملنے اور اسکی حمد گانے کے لئے جاؤنگا۔ اگرچہ اس میدان جنگ میں زخمی پڑا تھا تاہم میرے دلمیں خیال گذرا کہ خدا کی حمد کروں میں اس خوشی میں انگریزی گیت کو گائے بغیر نہ رہ سکا جس کا شروع یہہ ہے۔

When I read my tittle dear

میرے پاس ہی جھاڑی میں ایک مسیحی بھائی بھی زخمی پڑا تھا میں اُسکو دیکھ تو نہ سکتا تھا۔ مگر اُسکی آواز سن سکتا تھا اُس نے بھی گانے میں میرا ساتھ دیا پھر شیلو Shiloh کے اس خوفناک میدان جنگ میں بہت سے ہمارے ساتھ گانے میں شریک ہو گئے ہمنے اُس رات میدان جنگ کو خدا کی حمد و ثنا کے راگوں سے گنجا دیا ۔

اے تم جو عزیز فرزند ہو شاہ آسمانی کے سفر کرتے ہوئے
گاؤ خوش الحانی سے۔

اپنے خاندانوں میں گیت گاؤ تو اور لوگ اور گھرانے بھی سنکر گائینگے اور خوش ہونگے اور خدا کی حمد کل روئے زمین کی جنگگاہ کے اوپر گونج جائیگی ۔

اب خاتمہ پر میں سب سے التماس کرتا ہوں کہ اس معاملے میں اپنا فرض ادا کرو کیا تم لوگ جنکے یہاں خاندانی عبادت ہوتی ہے اسکو زیادہ موثر نہیں کر سکتے

ہو۔ کیا تم اس پر زیادہ خیال نہیں کر سکتے اس کے لئے زیادہ تکلیف نہیں اٹھا سکتے ہو اور اسمیں زیادہ جوش اور سرگرمی پیدا نہیں کر سکتے ہو؟ اور کیا تم اسکو زیادہ پختہ نہیں کر سکتے ہو تاکہ تمہارے خاندان کے بیدین شرکا اور وہ اجنبی جو تمہارے دروازوں کے اندر ہوں مسیح کے پاس لائے جاویں کیا تم اس کے بجالانے میں زیادہ ثابت قدم نہیں ہو سکتے ہو کیا تم اس مشنری کی طرح وفادار نہیں ہو سکتے ہو جو غدر کے زمانے میں اپنے خطرے سے اسوقت آگاہ کیا گیا جبکہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ خاندانی عبادت میں مشغول تھا انہوں نے معمول کے موافق اس کو ختم کیا اور ختم ہونے سے پیشتر وحشی لوگ گھر میں گھس آئے لیکن وہ صحیح سلامت بچ نکلے ؛

میں اچھی کشتی لڑ چکا۔ میں نے دوڑ کو تمام کیا۔ میں نے ایمان کو بچا رکھا

انتقال پُرملال

نہایت افسوس اور رنجیدگی سے مرقوم کیا جاتا ہے کہ آج واقعہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء کو بوقت ۹ بجے شام چوہدری نوردین صاحب اِس جہان فانی سے رحلت فرما کر عالم بقا میں رونق افروز ہوئے آپ ضلع گورداسپور کے باشندہ تھے لیکن تقریباً عرصہ سات سال سے موضع مارٹن پور چک ۳۷ علاقہ بار میں عطا شدہ اراضی سرکار والا جاہ سے آباد کرنے کے لئے آکے ہوئے تھے موضع مذکور کی کلیسیا نے اُن کے اوصاف حمیدہ دیکھ کر انکو ایلڈر تقرر فرمایا۔ ایام خدمت میں انہوں نے نہایت جانفشانی سے کلیسیائی خدمت کو سرانجام دیا۔ تمام گاؤں میں کوئی ایسا فرد بشر نہیں جو کہ آپ کی جدائی کے صدمہ سے زار زار نہیں رونا۔ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اُن کو بلا لیوے۔ اب آپ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا اور بیوی چھوڑ گئے ہیں جو انکی جدائی سے مغموم ہیں۔ خدا اُن کے پس ماندوں کو تسلی بخشے ؛

لطف عیسیٰ آسمان پر حامی و غم خوار ہو۔
رہنے والا ہے اکیلا تو ہی اُس کا یار ہو۔

بی۔ اے۔ ایم الدین از مادھو پور ضلع گورداسپور

شہید ناز

ماسٹر عزیز الدین ناصر مرحوم

مدعا۔ گذشتہ ہفتہ نور افشان میں جو آرٹیکل مرحوم کی وفات پر لکھا گیا۔ اُس کے متعلق ایک مصیبت زدہ کی چٹھی میرے پاس آئی۔ کہ ڈیئر واعظ۔ میں اس مضمون کے واسطے آپ کا شکرگذار ہوں۔ کیونکہ مرحوم ناصر کے صبر اور برداشت سے مجھے اپنے دکھوں میں کمال تسلی حاصل ہوئی ہے۔ مرحوم کی بایوگرافی لکھنے سے میرا مدعا بھی یہی ہے۔ کہ میرے عزیز مسیحی بھائی مرحوم کی زندگی کے حالات سے صبر و برداشت سیکھیں۔ اور غیر مسیحی حقیقی مسیحی کی زندگی اور موت سے معلوم کریں کہ انمیں اور مسیحیوں میں کیا فرق ہے۔ سو اسوقت میں حسب وعدہ مرحوم کی زندگی کے چند نتیجہ خیز واقعات لکھتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ ناظرین اس سے بہت روحانی فیض حاصل کرینگے۔ انشاءاللہ آئندہ کچھ اور تحریر کیا جائیگا میں پیشتر بھی عرض کر چکا ہوں۔ کہ مرحوم کو خاکسار سے خاص طور پر روحانی تعلق تھا۔ اس لئے جو روحانی تجربات اور حالات اُس کے مجھے معلوم ہیں۔ کسی دوسرے کو نہیں۔ وہ روحانی معاملات میں بہت محتاط تھا علوم ہر ایک سے بحکم آنکہ

بستوراں لگو اسرار مستی
حدیث جان مپرس از نقش دیوار

ایسی تمہید کی باتوں کا ذکر اذکار نہیں کیا کرتے تھے ؛

اُداسی کی وجہ۔ میں ایک بار ملنے کو گیا۔ جبکہ سناکہ زیادہ بیمار ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بہت اداس اور غمگین ہیں میں نے استفسار کیا۔ کہ کیوں عزیزا ایسے کیوں ہو۔ محبوب کے پاس جانے کو تیار نہیں ہو پھر اداسی کیسی۔

عزیز مرحوم۔ میں کیوں نہ اُداس ہوں۔ جبکہ میری حالت ہی ایسی ہے۔ آپ ہی انصاف کریں کہ عزیزوں کے پاس خالی ہاتھ جانا۔ کیسی شرم کی بات ہوتی ہے۔ میں اپنے خداوند اور محبوب کے طفیل بچ تو گیا۔ ایسا جیسا آگ سے لیکن ہائے افسوس اسکی حضوری میں خالی ہاتھ جاتا ہوں۔ کاش کہ ایک تحفہ بھی میرے ہاتھ میں ہوتا۔ جو اُسکی نذر کر سکتا ؛

میں۔ تو آپکا مطلب ہے کہ کوئی نیکی آپ نے نہیں کمائی ہے ؛

مرحوم۔ نہ صاحب۔ نجات خدا کے فضل سے نیکی چہ معنے۔ میرے محبوب کو روحوں کا تحفہ درکار ہے ایک جان بھی میرے وسیلے بچ گئی ہوتی۔ تو وہی میں اُسکی نذر کرتا یہہ کہتے ہوئے۔ برگ سبز است تحفۂ درویش۔

میں۔ آپ کو کیا معلوم ہے۔ کہ کسقدر جانیں آپ سے روحانی فیض پا رہی ہیں۔ یہہ نہ خیال کرو کہ ہم جو مناد ہیں۔ یہی روحوں کو مسیح کے پاس پہنچاتے ہیں۔ اور یہی خدا کا جلال ظاہر کرتے ہیں۔ آپکی زندگی بستر پر خدا کے جلال کا ظہور ہے ہر ایک جو آپ سے ملنے آتا ہے روحانی فیض حاصل کئے بغیر نہیں جاتا۔ باہر کے لوگوں کی تو خیر گھر ہی کے لوگوں نے آپ سے بہت فیض حاصل کیا ہے۔ آپ اداس نہ ہوں۔ جس وقت آپ اپنے محبوب کے حضور ہونگے۔ اُسوقت معلوم ہوگا۔ کہ کس قدر روحیں آپکی زندگی کے وسیلے فیض پا چکی ہوئی ہیں ؛

یہہ سنتے ہی چہرہ بشاش ہو گیا۔ اور اُداسی کے آثار جاتے رہے ؛

دعا۔ مرحوم دعا کیا ہے ؛

میں - وہ عاجز فقیر کی صدا ہے۔ یا ایک ہاتھ ہے جو لمبا کیا جاتا ہے۔

مرحوم - جو شخص ہر وقت اپنے مولیٰ کے دروازے پر ہی پڑا رہے۔ اسکو صدا کی حاجت۔ یا ہاتھ لمبا کی ضرورت کیا۔ کیونکہ اس عالم الغیب کو تو سب کچھ معلوم ہے۔ ع
درحضرتِ کریم تقاضا چہ حاجت است۔ آپ نے بھی ایک جگہ لکھا ہے کہ

راز نہان سے دل کے تو واقف ہے اے مسیح
تو پھر کیسے حال زار میں تجھ سے کہا کروں

میں - یہہ تو سچ ہے - دلا دائم گدائے کوئے او باش ؛ بحکم آنکہ دوست جاودان بہ ؛ تاہم ہماری بخورداری اور اُسکی شان کا اظہار ہماری زبان سے ہونا ضروری ہے ؛

دعا کی نسبت یقین - مرحوم - یہہ ضروری نہیں کہ جو کچھ ہم جانتے یا مانگتے ہیں ضرور ہو جاوے۔ مدعا تو یہہ ہے کہ ہماری تسکین ہو شلاً میں بیمار ہوں۔ میں اسکو اپنے خداوند کی رحمت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ وہ بے سبب کیسکو تنبیہ نہیں کرتا۔ اور یہی تنبیہ میرے ابدی آرام اور وصال محبوب کا وسیلہ ہے۔ آپ اب آئے ہوئے ہیں میں کتنے دنوں سے آپکو یاد کرتا تھا۔ یہاں گاؤں میں ایک مسلمان زمیندار عورت بیمار ہے۔ کہتے ہیں کہ اُسکو کسی بدروح کا آسیب ہے۔ وہ لوگ بہت کچھ شیطانی کارروائی کر چکے ہیں۔ مگر وہ آسیب دور نہیں ہوتا۔ آپ ذرا اُس کے پاس جاویں۔ اور دعا کر کے اُس کا آسیب دور کرا دیں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ سو اُسی وقت مسٹر ناصر کو میرے ساتھ بھیجدیا۔ ہم دونوں اُس عورت کے گھر میں گئے۔ پہلے میں نے اس سے تھوڑی بات چیت کی۔ اُس کے رشتہ داروں نے اُس کا حال بتایا۔ اور کہا کہ ایک برس سے یہہ اس حالت میں ہے۔ کچھ کھاتی پیتی نہیں۔ اور بدحواس رہتی ہے تب میں نے گھٹنے ٹیککر اُس پاس دعا کی۔ اور خداوند یسوع کے نام سے بدروح کو دھمکایا۔ اور اُسے کہا۔ کہ اب تجھے آرام ہو گیا ہے۔ اب فکر مت کر۔ سچ مچ خدا نے اُسی گھڑی سے اسکو آرام دے دیا۔ میں تو وہاں سے چلا آیا۔ دو تین ہفتے کے بعد جبکہ میں پھر مرحوم کو دیکھنے گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ عورت اُس دن سے بالکل صحت یاب ہے۔ یہہ خداوند مسیح کی قدرت کا اظہار تھا۔ جو مرحوم کے ایمان کے وسیلے ظاہر ہوا۔ جیسا کہ اُس مفلوج کا حال تھا۔ جسکو اُس کے دوست خداوند کے پاس لے گئے۔ خداوند نے اُن کا ایمان دیکھکر اُسے شفا بخشی ؛

قُربت الٰہی مرحوم کا خداوند سے نزدیکی کا عجب عالم تھا۔ بعض حالتیں تو ایسی ہوتی تھیں۔ کہ جنسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ عالم علوی ہی میں رہتے ہیں۔ وفات سے ہفتہ عشرہ پیشتر بعض احباب کی مرضی ہوئی۔ کہ انکو اُٹھا کر نارووال لے چلیں۔ کہ بزرگوں کے ساتھ انکا دفن ہو۔ مرحوم بھی راضی ہو گئے۔ دوسرے دن وہاں سے جانے کی ٹھہرائی۔ اگلے دن جبکہ انکو لینے کے واسطے آئے۔ تو فرمایا کہ خداوند مجھے یہاں سے جانے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ میں نے خداوند سے اسکی بابت عرض کی۔ کہ خداوند میں نارووال جانا چاہتا ہوں۔ تیری کیا مرضی ہے۔ اور تیرا کیا حکم ہے ؛

خداوند نے فرمایا کہ جب تو جانا چاہتا ہے۔ تو میری مرضی دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے ؛

میں نے عرض کی۔ اس لئے کہ میں تیری مرضی کے بغیر ایک قدم بھی اُٹھانے کا نہیں۔

خداوند نے فرمایا۔ کہ تو اس لئے نارووال جانا چاہتا ہے کہ وہاں تیرے احباب عزیز رشتہ دار ہیں۔ وہ تجھے باعزت خاک کے سپرد کرینگے۔ اور تیری مدد کرینگے ؛

مین نے عرض کی۔ ہاں خداوند۔ تجھ پر سب حال روشن ہے ؛

خداوند نے فرمایا۔ کہ تیرا ایمان کہاں ہے۔ آٹھ برس سے وہ تیرے مددگار کہاں تھے۔ جو تیری مدد کو تیار ہیں۔ کیا تجھے ان آٹھ برسوں میں کسی چیز کی کمی رہی۔ تجھے کھانے کو نہیں ملا پینے کو نہیں ملا۔ دوائی نہیں ملی۔ جن دوستوں کے ملنے کی تو نے کبھی خواہش کی۔ کیا میں نے انکو تجھ تک نہیں پہنچایا۔ اب مجھ میں تو نے کونسی بیوفائی دیکھی ہے جو احباب کے بھروسہ پر نارووال کو جانے لگا ہے۔ وہاں بہشت تیرے لئے زیادہ نزدیک ہو جائیگا۔

میں نے عرض کی۔ اے خداوند میں ایمان لاتا ہوں میری بے ایمانی کا چارہ کر۔ مجھے یہہ میرا نالائق خیال معاف کر۔ میں ہرگز نہ جاؤنگا۔ مجھے تو ورکا ہے۔ مجھے بہشت درکار نہیں سو وہ اجنالہ ہی میں رہے۔ کسی کی نہیں سنی۔ نارووال نہیں گئے۔ اسی جگہ آرام میں داخل ہوئے۔

استغنا - میں ایک دفعہ بہت دنوں کے بعد ملنے کو گیا۔ تو کہا کہ کیا اپنی جسمانی ضروریات کے واسطے دعا کرنی ضروری ہے۔ یا تندرستی کے واسطے۔ کیونکہ باپ جب کسی کو تنبیہ دیتا ہے۔ تو اُس کا کچھ مدعا ہے۔ تنبیہ کے مدعا کو پورا ہونے دینا چاہئے۔ میں تو اپنی صحت کے واسطے دعا نہیں کرتا ؛

میں نے کہا کہ یہہ آپکی مرضی ہے۔ آپ اپنے واسطے دعا نہ کریں۔ آپ راضی برضا رہنے کو خوش ہیں۔ مبارک ہیں مگر ہم پر فرض ہے۔ کہ ہم دوسروں کیواسطے دعا مثیں شکر گذاریاں خدا کے حضور کریں۔ جیسا کہ رسول نے فرمایا ہے اِس لئے ہم پر فرض ہے۔ کہ ہم آپ کے واسطے دعا کریں۔ اور ضرور کرینگے۔ کیونکہ دوسروں کی بہتری میں ہماری بہتری ہے حضرت ایوب کے واقعہ سے ہم یہہ سیکھتے ہیں۔ کہ جب اُس نے اپنے دوستوں کی سفارش خدا کے حضور کی۔ تب خداوند نے اُسکی مصیبت دور کی۔ ایوب ۴۲ کیا آپ اوروں کیواسطے دعا نہیں کرتے ؟ فرمایا کہ میں صرف اپنے واسطے عرض کرتا ہوں۔ کہ جسم کی بھی کچھ حقیقت ہے۔ جس کے واسطے خداوند سے عرض کی جاوے۔ جبکہ روح میں اس نے ابدی آرام بخشدیا ؛

ہیں نے کہا کہ ہمارا دل اصلیبیں کبھی کبھی دھوکا دیتا ہے۔ ہم اپنی صحت اور زندگی کیواسطے دعا نہیں کرتے کہ جسمانی دکھوں سے جلدی رہائی ہو۔ اور خداوند کے حضور پہنچکر وصال محبوب حاصل کریں۔ لیکن یہہ خودغرضی ہے۔ میں بھی جب بیمار تھا۔ اور خوشی سے مرنے کا بڑا خواہشمند تھا تو میرا بھی یہی خیال تھا۔ اور میں نے یہی خیال اپنا بزرگ پادری ڈیڈ صاحب پر ظاہر کیا۔ جبکہ وہ میری بیمار پرسی کو آئے۔ تب انہوں نے مجھے فرمایا کہ مرنے کی خواہش خود غرضی ہے۔ زندگی کی خواہش کرو تاکہ خدا کا جلال ظاہر کرسکو اور روحوں کی خدمت۔

خواہش ۔ میں جب جب کبھی اُن کے پاس جاتا۔ بس اُنکی یہی خواہش ہوتی تھی۔ کہ میں اُنکو کلام الٰہی سناؤں اور روحانی تجربات اور المسیح کی محبت کا بیان کرتا رہوں۔ حقیقی عشق کی رمزوں سے بہت کچھہ واقف تھے مجھے اُن سے ملکر بہت فیض حاصل ہوتا تھا؛

طبع موزون طبیعت موزون پائی تھی کبھی کبھی کچھہ کہا کرتے۔ مگر بہت کم۔ چنانچہ کرسمس کے متعلق اُنکا ایک پنجابی زبان میں گیت ہے۔ راحت دل عے ملاحظہ فرمایئے۔ خوش گو تھے۔ وائلن عمدہ بجاتے تھے۔ لیکن طبیعت اور جسم کی کمزوری کی وجہ سے عرصہ سے گانا بجانا چھوڑ دیا ہوا تھا؛

رنج وراحت ۔ اپنی حالت پر کبھی کبھی بہت افسوس کرتے۔ کہ میرے گناہوں نے کیا غضب ڈھایا۔ کہ خدا کے بیٹے کو صلیب اٹھانی پڑی۔ ہم نہ ہوتے۔ تو اچھا تھا۔ پھر کہتے۔ کہ ہم گنہگار نہ ہوتے۔ تو خدا کی اِس محبت کا اظہار کہاں ہوتا۔ اور جو مزا اب ہم گنہگاروں کو خدا کی محبت کا ہے۔ فرشتوں کو بھی حاصل نہیں۔ اور نہ شرع والے اِس مزے سے واقف ہیں؛

میری صلیب سے جب وقت سے لگی ہے لو
نماز و روزہ و نیکی کی چھوڑدی تگ و دو

یہ موج تو ہے ہمارے لئے گنہگار رو
نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو
کہ مستحق کرامت گنہگاراں اند

فرمان خداوند کی تصدیق ۔ زبور نویس لکھتا ہے۔ کہ میں نے صادق کو ٹکڑے مانگتے نہ دیکھا پر میاہ نبی کی معرفت خداوند فرماتا ہے۔ کہ تو اپنے یتیم بچے چھوڑ جا اور اپنی جورو بیوہ۔ اور میں انکی خبر رکھونگا۔ ہفتہ عشرہ گذرتا ہے۔ کہ میرے ایک عزیز سے مجھے خط ملا۔ وہ لکھتے ہیں کہ عزیز اللہ مرحوم کے بھائی ڈاکٹر ناصر نے اپنے بھائی کی بیوہ اور بچوں کے سنبھالنے میں کمال مردانگی دکھلائی۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف آٹھ برس سے اُن کے خبرگیران رہے۔ اور اب اُنکو سنبھالنا اُن کے واسطے مشکل نہ تھا۔ یہہ واقعی انکی مسیحیت کا سچا ثبوت ہے۔ کہ نہ صرف بھائی کی حیات میں انکی خبر رکھی۔ لیکن اُن کے بعد بھی اُنکا سلوک ایسا ہی ہے۔ کیا ممکن تھا۔ کہ وہ ایسا نہ کرتے۔ بالفرض محال اگر وہ کرتے بھی۔ تو کیا ایسے ایماندار صابر صاحب دعا کے بچے بھوکے مرتے۔ حاشا ہرگز نہیں۔ خدا کا وعدہ ہے کہ میں اُنکو پالونگا۔ وہ کوئی اَور راہ نکالدیتا۔ پر خدا نے پہلے ہی سے ایسے ایماندار کو ایسا بھائی دے رکھا۔ کہ بیس ماندوں کو ایک لحظ کے واسطے بھی تردد نہ ہو۔ خدا کے وعدے حق و برحق ہیں۔ ڈاکٹر ناصر حقیقی مسیحی برادر ہیں۔ خداتعالیٰ اُنکو جزائے خیر دے۔ یتیموں اور بیواؤں کا والی اپنے مکان مقدس میں خداوند ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین ناصرؔ ہمارے مسیحی بھائی اِس سے اپنے عزیزوں کی مدد کرنے کا سبق حاصل کریں۔ ورنہ اُنکو دکھہ تو نہ دیں۔ مراَبخیر تو امید نیست بد مرساں کے مصداق نہ ہوں؛

باقی پھر سہی۔
راقم حقیر۔ فقیر۔ واعظ دلگیر

خدا کی محبت کا دوسرا گواہ

اسواسطے میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے باپ کے آگے اپنے گھٹنے ٹیکتا ہوں کہ اِس سے تمام خاندان آسمان اور زمین پر کہلاتا ہے کہ وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہہ دے کہ تم اُسکی روح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زورآور ہو جاؤ اور کہ مسیح تمہارے دلوں میں ایمان کے وسیلے سے بسے اور کہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور نیو ڈالکے سارے مقدس لوگوں سمیت بخوبی سمجھہ سکو کہ اُسکی چوڑان اور لنبان اور گہراؤ اور اونچان کتنی ہے اور مسیح کی محبت کو جو جاننے سے بھی باہر ہے جان سکو تاکہ تم خدا کی ساری بھرپوری تک بھر جاؤ۔ افسی ۳: ۱۴-۱۹ ؛

اِن آیات میں سے ایک ایسی محبت کے ظہور کا جلال ظاہر ہو رہا ہے جو محبت جاننے سے باہر ہے پس مسیح میں ایک ایسی محبت دیکھی اور معلوم کی گئی جو جاننے سے باہر ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ مسیح میں سے خدا کی ایسی محبت دکھائی دیتی ہے جو بالکلیہ جانی نہیں جاسکتی ہے۔ پس اگر خدا محبت نہ ہوتا تو خدا کی اتنی بڑی محبت کا مسیح میں ہرگز ظہور نہ ہوسکتا۔ اِس کا مفصل ذکر ہم انشاءاللہ پھر کرینگے؛

خدا کی محبت کے نظائر اور ثبوت

شہر چکاگو واقع امریکہ میں ایک گرجا تعمیر کیا گیا۔ رات کی عبادتوں کے لئے خدا کے بندوں نے عبادت خانہ میں عمدہ عمدہ جھاڑ فانوس بھی لگوائے۔ ایک دیندار نے پلپٹ کے لئے ایک گیس لیمپ دیا جسکی ہانڈی پر یہہ الفاظ کندہ تھے۔ کہ خدا محبت ہے۔ مسٹر موڈی نے یہہ دیکھہ کر دل میں کہا کہ یا تو ہم خدا کی محبت کو آدمیوں کے دلوں تک پہنچانیوالے ہیں یا اِس آیت کو آگ میں جلانے والے؛



مسٹر موڈی نے ایک لیمپ عبادت خانہ میں دیکھا تھا بلاشک یہہ بڑا عجیب لیمپ تھا اور نہایت اعلیٰ مقصد کو ظاہر کرنے والا تھا۔ پر میری نگاہ میں خالق حقیقی کے ہزارہا ہزار لیمپ ہیں جو خدا کے گھر کو روشن کرنیکے لئے خدا ہی سے بخشے گئے۔ یہہ گیس لیمپ نہیں بلکہ زندہ لیمپ ہیں جنکے نیچر اور جنکے ظاہر و باطن پر یہہ لفظ لکھے ہیں کہ خدا محبت ہے۔ ہر ایک بشر کے لوح دل پر کی تحریر پڑھو۔ ہر ایک حیوان کے نیچر اور طبیعت کو دیکھو ہر ایک کیڑے مکوڑے کی ہستی پر ملاحظہ کرو۔ ہر ایک پر خدا کی محبت کی تحریر ہے۔ یہہ تحریر اس خلقت کی عملی زندگی کی روشنی سے بخوبی پڑھی جاتی ہے۔ اب یا تو خدا محبت ہے اِسی تحریر ہر ایک شخص کو قائل کرنے کے لئے یا اس لئے ہو کہ خدا کی محبت کا خیال انسان کے تاریک دل کی تہ تک پہنچایا جائے۔ اور خدا کی محبت کی منادی کی جائے۔ یا اس لئے ہو کہ یہہ آیت کہ خدا محبت ہے آگ میں جلائی جائے خاک میں ملائی جائے اور سڑائی جائے اور اس تحریر کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

مسٹر موڈی ایک آدمی کا ذکر کرتا ہے جو ہمارے آیت کے مطلب کو روشن کرنے کے لئے مفید ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی اُسی گرجا میں آیا جس میں وہ لیمپ جلتا تھا جسپر لکھا تھا کہ خدا محبت ہے اس نے لیمپ کی تحریر کو پڑھکر کہا کہ "خدا محبت نہیں ہے" وہ مجھے پیار نہیں کرتا ہے۔ وہ ایک دفعہ پھر گرجا میں آیا نہ وعظ سننے کے لئے پر اِس آیت کو دیکھنے کے لئے کہ خدا محبت ہے۔ ایک دم اُس نے گرجے میں بیٹھے بیٹھے اس آیت پر نگاہ کی۔ اور لیمپ کی روشنی کے ساتھ ہی یہہ الفاظ کہ خدا محبت ہے اس کے تاریک دل پر نور افشاں ہوئے۔ اور وہ زار زار رونے لگا واعظ نے سمجھا کہ اسپر وعظ کی تاثیر خوب ہوئی عبادت کے خاتمہ پر آپ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اِس آدمی نے جواب دیا کہ یہہ وعظ کی تاثیر نہیں بلکہ اس آیت کا نتیجہ ہے جو لیمپ کے گلوب پر کندہ ہے۔ اور وہ آدمی روتا تھا اور کہتا تھا کہ میں کیا کروں تاکہ نجات پاؤں؟

اب ہمنے اسی طرح خدا کی محبت قدرتی لیمپوں پر لکھی دیکھ لی ہے۔ اب یا تو ہم اسوقت خدا کی محبت کے قائل ہو کر نجات سرمدی کے طالب ہو کر جاتے اور یا اپنی بیایمانی کے دلکے ساتھ خدا کی محبت کا انکار کرکے جاتے ہیں ہم دیکھیں کہ اسوقت ہمارا کیا فیصلہ ہے؟

ہمارے لیمپ جنپر خدا کی محبت کی تحریر ہے جلتے ہیں یا بجھے ہوئے؟ بہت لیمپ خدا کے گھر میں گل دکھائی دیتے ہیں۔ انکی زندگی کے گلوب پر یہہ الٰہی تحریر تاریک ہو رہی ہے۔ انمیں گیس بھی ہے اور گلوب اور چمنی بھی انکی درست ہے اور انپر وہ تحریر بھی ہے جو خدا کے ہاتھ نے خود لکھدی ہے۔ لیکن روشن نہیں۔ وہ تحریر پڑھی نہیں جاتی ہے۔ لوگوں کی آنکھیں ہماری زندگی سے اس تحریر کو نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ اور زندگی کا نور ہماری زندگی سے خدا محبت ہے کے جملے کو دوسروں کے دلوں تک نہیں پہنچاتا ہے۔ بھائیو اور بہنو تم جو خدا کی پلیٹ کے لیمپ ہو دیکھو کہ کیوں لوگ ہمسے خدا کی محبت کا سبق نہیں پڑھتے ہیں؟ اگر ہم روشن ہو کر خدا کی محبت کو ظاہر نہیں کرتے تو یقیناً خدا ہمکو ہماری جگہ سے اتار کر پھینک دیگا۔ خدا کو روشنی کی ضرورت ہے تاکہ وہ تحریر لوگوں کو نظر آئے جو اُس نے ہماری طبیعت اور جبلت پر لکھی ہے۔ پس ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ وہ جس نے ہمکو اپنی صورت پر پیدا کرکے اور محبت کے اصول سے باندھ دیا ہے وہ بذات خود ضرور محبت ہے۔ ورنہ محبت ہماری جبلت میں نہ ہوتی اب خدا جو محبت کا سمندر ہے ہمکو اپنی محبت کا یقین اور اس کی تمام تسلی عطا فرمائے تاکہ ہم اسکی محبت کی بھرپوری تک بھر جائیں۔ آمین؛

پادری غلام مسیح انبالوی

حال باشندہ دہرہ دون

سودیشی تحریک

مثل مشہور ہے۔ کہ بلی نے شیر کو پڑھایا لیکن شیر بلی ہی کو کھانے آیا۔ یہہ مثل ٹھیک اہل ہند پر صادق آتی ہے آجکل سودیشی تحریک کا چرچہ ہندوستان کی تمام اخباروں میں ہو رہا ہے یعنی یہہ کہ بعض لوگ اِس بات کے درپے لگے ہوئے ہیں کہ غیر ملک کی اشیاء خریدی نہ جاویں۔ لیکن بنگال میں تو زیادہ اسی تعریف کے راگ گائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام انڈیا کے حصوں میں جہاں جہاں بنگالی صاحبان رہتے ہیں وہی اس بات کا زیادہ ذکر اذکار کر رہے ہیں اور اکثر جلسو نمیں لیکچر بھی دیئے جاتے ہیں۔ اصلی مراد اور مطلب اکثر لوگوں کا یہہ ہے۔ کہ ولایت والوں کی تجارت بند کیجاوے۔ ظاہراً نہیں تو باطن میں تو ضرور اہل سلطنت کی مخالفت ہے میری سمجھ میں یہہ سب باتیں گستاخی میں شامل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر اہل ہند صبر سے بیٹھیں۔ ابھی تک ہماری ٹانگوں میں زور نہیں ہے۔ کہ بغیر انگریزوں کے کچھ کر سکیں ابھی تک اہل ہند نے پوری ترقی نہیں کی۔ اگر سچ پوچھو تو اب تک ہمارے ملک سے حیوانیت ہی نہیں نکلی۔ اگر علم سکھلایا ہے تو ہم کو انگریزوں نے اور اگر ہنرمندی ہمیں حاصل ہوئی ہے تو ان صاحبان کی معرفت اگر منہ دھونے کی عقل ہمکو دی ہے تو حرف ولایت والوں نے۔ کس کو تولئے اور رومال اور صابن وغیرہ کو استعمال کرنا آتا تھا اگر دولتمندی میں لایا ہے تو اہل ہند کو ولایت والوں نے گویا بہشتی زمانہ انہی صاحبان کی معرفت ہم کو نصیب ہوا۔ گذشتہ زمانوں میں جو حال تھا ناظرین خود جانتے ہیں گویا پوری حیوانیت تھی۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ جس کا جی چاہے وہ ان باتوں کا مخالف ہو مگر ہم تو صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ دوبارہ بے وقوف ہم کو بننا پسند نہیں ہے ایک زمانہ تھا کہ بڑے سے بڑے گاؤں میں بھی کوئی مشکل سے تعلیم والا تھا جس کسی کو چٹھی خط رسید وغیرہ کی ضرورت ہوتی تھی بڑی مشکل پیش آتی تھی۔ پر اب وہ زمانہ ہے کہ علم کی

گھر گھر نہریں چلتی ہیں اگر انگریزی تعلیم والوں ہی کا اندازہ لگایا جائے تو ایک چھوٹے گاؤں میں بھی۔ اے بی۔ سی۔ ڈی کی آواز سنائی دیتی ہے اور بازاروں میں ہزاروں سلام و رام کو چھوڑ کر گڈ مارننگ کہلا رہے ہیں۔ اول میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جو انگریز خواں ہو کر سودیشی تحریک کے حامی ہیں۔ کہ پہلے انگریزی پڑھی ہوئی سب بھول جاؤ اور جو زبان علم انگریزی کی معرفت آپکو ملی ہیں۔ سب انگریزوں کو واپس کر دو۔ کیونکہ وہ غیر ممالک کا علم اور عہدے ہیں۔ اور جتنے لوگ بابو اور جنٹلمین ہو گئے ہیں وہ سب اپنے کاموں پر چلے جاؤ اور اپنی اپنی نمک مرچ ہلدی تماکو وغیرہ کی دوکانیں کھول لو۔ بجائے گذشتہ سلطنتوں پر غور کرو جن سے دین و دنیا کا نقصان تھا۔ آجکل گھر گھر امیری ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے گھر میں صاحب اقبال ہے۔ غریب اور امیر ہی آنند بھوگ رہے ہیں۔ ایسے ایسے کارخانے اور مشینیں ایجاد ہو کر ولایت سے آئی ہیں کہ جو ڈیڑھ دو آنہ روزانہ کما سکتا تھا آجکل روپوں پر قناعت نہیں کرتا۔ لوہار و ترکھان اور جلاہوں کو چھوڑ کر ایک درزی کی ہی دوکان پر جا کر ملاحظہ کیجئے کہ وہ تین چار روپیہ روز کا کاریگر ہے۔ انگریزی ممالک کی تجارت مثلاً کپڑا و دیگر اشیاء جو ولایت سے آکر فروخت ہوتا ہے اس سے ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ فرض کرو کہ انگریزی تجارت کو ضعف ہی آجائے تو بھلا ہندوستانیوں کے کیا ہاتھ آئیگا۔ میری رائے میں ہمارے ملک میں جو کلیں اور مشینیں ولایت سے آئی ہیں ان پر اہل ہند فخر نہ کریں مثلاً کپاس بیلنے اور پانی نکالنے اور کپڑے بننے وغیرہ کی کلیں وہ سب ولایت والوں کو واپس کر دو تو بس ہم اپنی اصلی حالت پر آجائینگے۔ کہ جلاہوں کی کھڈیوں پر تنگے گز والا کپڑا آنوں گز تلاش کرینگے سنئے صاحبان جو جو اجناس یعنی گندم و کپاس ولایت کو جاتی ہے۔ وہ ہمارے ملک کی تمام ضرورتوں کو رفع کر دیتی ہیں آجکل جو روپیہ لوگ کپاس سے حاصل کرتے ہیں اگر وہ ولایت کو نہ چلی جاوے تو ہمارے ملک میں اس کا ½ حصہ بھی وصول نہیں ہوتا۔ پس لوگ معاملہ مالکانہ گھر کے کاروبار کس سے چلائیں باقی رہی بابت غلہ گندم اگر اتنی ولایت والے اس کو نہ خریدیں تو ہمارے ملک میں اس کو ۱۲ آنہ من کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ تو ایسا ہی طریقہ ہے جیسا بارش کا پانی اوپر سے آتا ہے لیکن وہ پھر بخارات بن کر اوپر ہی چلا جاتا ہے ویسا ہی ہندوستان کی چیزیں انگلستان اور انگلستان کی چیزیں ہندوستان میں آتی رہتی ہیں اور سب کا کام چلتا رہتا ہے ؛

نہروں کی آبادیوں پر غور کیجئے۔ خاصکر پنجاب کی نہر چناب و جہلم کی نئی آبادیوں کو دیکھو یہاں کے اصلی باشندے جنگلی یا پچادوں کے نام سے کہلاتے تھے اور ان کی طرز معاشرت یہ تھی کہ وہ جنگلی درختوں مثلاً ون اور کریل کا پھل پیلوں اور ڈیلے کھا کر گذارہ کرتے تھے گندم کی روٹی کبھی نصیب نہ ہوتی تھی اور کپڑا پہننے کی کسی کو تمیز نہ تھی ریل گاڑی تو کجا یکے پر کی سواری کبھی کسی نصیب نہ ہوتی تھی۔ آج وہ گنک کی نرم نرم چپاتیاں اور ماش کی دال سوائے آسودہ نہیں ہوتے اور سر پر جہاں دو گز سلاری باندھتے تھے آج دس گز پگڑی پہنتے ہیں۔ اور جہاں کبھی حیوانات کا شکل سے گذر تھا ریل کے اسٹیشن اور پانی پینے کے نلکے لگے ہوئے ہیں۔ یہ سب نہروں کی خوبیاں ہیں کہ جہاں پرندے پانی کو ترس ترس مرجاتے تھے آج سیلاب کے باعث کنوؤں کا پانی اوپر آگیا ہے اور نہری آبپاشی سے لاکھہا من اناج اور ہزاروں قسم کی دیگر چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب اگر سرکار کوئی آبیانہ نہری طلب نہ کرے تو سرکار کا خرچ کون پورا کریگا اگر کوئی کوتاہ بین آدمی یہ کہے کہ ہائے نہر کیوں آئی کہ سرکار ہم سے وصول کرتی ہے تو اسکی عقل پر ضرور ہنسو گے میرا مطلب یہ ہے کہ نہر بھی ایک قسم کی تجارت ہے جس سے کروڑوں آدمی کا بھلا ہے سرکار ہزار گنا روپیہ زیادہ پہلے لگاتی ہے اور پھر روپیہ وصول کرتی ہے۔ اسطرح کسو (۳۰۳)

کرسمس ڈے کی رعایت

لیجئے ناظرین۔ ایک نادر موقع دیا جاتا ہے بارعایت یا مفت سال بھر گھر بیٹھے اخبار پڑھتے رہئے۔ ہمنے اپنے ناظرین کی خاطر ذیل کی رعائتیں کی ہیں ؛

جو صاحبان سنہ ۱۹۰۶ء کے لئے صرف ایک ہی نیا خریدار پیدا کر کے اس کا اور اپنا زرچندہ دفتر ہذا میں بمد پیشگی بھیجدیں تو ان کو اخبار بجائے ۲ کے عہ میں ملیگا۔ جو صاحب دو خریداروں کا پیشگی چندہ بھیجے اس کو ڈیڑھ روپیہ میں۔ علیٰ ہذالقیاس آٹھ آنے فی خریدار کم ہوتا ہو تا اخبار پانچ خریدار پیدا کرنے والے کو مفت ملیگا۔ یہی سلسلہ نئے اور پرانے ہر دو خریداروں پر عائد ہوگا ؛

جو صاحب سنہ ۱۹۰۶ء کا چندہ دسمبر میں بھیجدینگے انکو دسمبر مہینے کے پرچے مفت ملینگے۔ ہر ایک شخص جو نیا خریدار پیدا کرتا اور اس کا اور اپنا چندہ پیشگی بھیجتا ہے ضرور ہے کہ وہ اس امر کی اطلاع ہمراہ بھیجے ؛

ہمیں چند ایک خاص اور لائق نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے جو ہر ہفتہ عمدہ عمدہ گر مختصر اور ہر قسم کی طعن و تشنیع وغیرہ سے مبرا دینی و دنیاوی مضامین اور اپنے علاقہ دور نزدیک کی دینی و دنیاوی خبریں بھیجتے رہیں۔ ان کو اخبار مفت ملتا رہیگا۔

مسلسل کتابیں مترجمہ از انگریزی شائع نہ ہونگی ؛

المشتہر

ایڈیٹر نور افشان

(۳۰۳) لوگ یہ گیت گاتے ہیں ع جگ جگ رہے تیرا راج گوریا ؛ عاجزاں غریباں داؤں کم ٹوریا ؛ دھن تیرا راج جھگیدار بولدے ؛ تکڑی دے نال ادہ روپیہ تولدے ؛ پس ان باتوں کے بخلاف

جمال پور کے ریلوے سٹیشن پر کے ٹکٹ کلکٹر نے وہاں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو سلام نکیا۔ اِس پر وہ برخاست کر دیا گیا۔ وہ نوکری کو سلام کر کے چلتا بنا

آگرہ میں جاپانی مشینوں پر کپڑا بُننے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ یہہ دیسی تحریک کا عملی نمونہ ہے اور کشمیری بازار آگرہ میں ایک نیا کارخانہ جاری ہوا ہے۔ جسمیں چاقو۔ چھریاں وغیرہ تیار کیجاوینگی۔

کلکتہ میں ایک بنیاسی بابو سرت چندر بنیرجی کے گھر سے ۲۵ ہزار کے نوٹ لیکر نوچکر ہو گیا۔

ضرورت

پنجاب کے ہندوستانی امیدواروں کے لئے ایک میٹرنل کے متعلق بائیبل کا امتحان۔ اِس امتحان میں ۲۳ برس کی عمر کے اندر کے طلبار داخل ہو سکتے ہیں تمام پاس شدہ طلبار کو مبلغ ایک سو پچاس روپیہ انعام اور خوبصورت سرٹیفکیٹ دیئے جاوینگے۔ مضامین اور دیگر امور متعلقہ امتحان دریافت کرنے کے لئے ۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کی جولائی میں منعقد ہوگا۔ ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرو۔

المشتہر

پادری ای ایم ۔ وگرم ۔ پشاور

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر یکتایانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے مینیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اِس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک مینیجنگ ڈائرکٹر

نولکھا ۔ لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۲ؚ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ۲ؚ " ۳ؚ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

سال تمام	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہارات
ے	؁	۲	کالم کا آٹھواں حصہ
عہ	ے	؁	چوتھائی کالم
؏	عہ	ے	نصف کالم
۵؎	؏	عہ	پورا کالم
۵۰؎	۲۵؎	۱۵؎	پورا صفحہ

ایک دفعہ کیلئے فی سطر کالم ۲؍ ما بعد کیلئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریر کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " " " معہ محصول ؏
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۴

رسید زر

مس لینا سپونٹ بابت اشتہار	عہ
مسٹر میوڈ جیمس ۔ بنوں	۲ؚ
مسٹر جی ولسن ۔ گورداسپور	۲ؚ
سردار کرم سنگھ لودیانہ	۱۲؍

ربڑ کے تازے سستے اعلیٰ درجہ کے چھاپے

(۱) فیورٹ ربڑ پرنٹنگ آؤٹ فٹ نمبر ۳ معہ کل سامان قیمت عہ
(۲) فیورٹ " " " " نمبر ۲ " " " ۲
(۳) آفس " " " معہ سلف انکنگ پیڈ اور کل سامان " للعہ
(۴) تاریخ چھاپنے کی مشین کلاں وزنی عرصہ دراز تک کام میں آسکے " صہ
(۵) تاریخ چھاپنے کی مشین دس سال تک کام آئیگی " سہ

(۶) نمبر لگانے والی مشین دس لاکھ تک چھاپتی ہے قیمت ۲
(۷) سٹنشل ڈیزائنر جس سے نوٹس ۔ لوگو سائن بورڈ سنڈے کول کی تصویروں کے ہیڈنگ نفاست سے چھپ سکتے ہیں معہ گدی سیاہی برش وغیرہ قیمت ۲

سلیم اللہ خاں اینڈ کمپنی رپریسنس ہیونگر سوری گیٹ لاہور

پادری ای ایم۔ ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ داکی کے اہتمام سے چھپا